غیرت کے نام پر قتل: حق یا جرم؟ پاکستان کے تناظر میں

محمد علی

شعبہ سیاسیات، جامعہ کراچی

نزہت اکرم

پاکستان میرین اکیڈمی، کراچی

تلخیص

پاکستان میں خواتین کی کل آبادی تقریباً نصف پر مشتمل ہے۔ پاکستان میں عورت کی سماجی حیثیت جغرافیائی خطے اور اس کے معاشی طبقہ پر منحصر ہے۔شہری علاقوں کی خواتین کی حالت دیہی علاقوں کی عورت کی بہ نسبت کافی بہتر ہے۔آئینِ پاکستان ۱۹۷۳ء کے تحت مرد و زن دونوں ہی کو ریاست میں مساوی حیثیت دی گئی ہے۔لیکن عملی طور پر خواتین ہمیشہ ہی سے نہ صرف عدم مساوات کا شکار رہی ہیں، بلکہ اپنے ہی خاندان کے مردوں کے ہاتھوں ''غیرت'' کے نام پر قتل بھی ہوتی رہی ہیں۔ بدقسمتی سے غیرت کے نام پر قتل میں بمشکل ہی کہیں ''غیرت'' کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔اگرچہ حکومتِ پاکستان اس مسئلہ کے حل میں سنجیدہ دکھائی دیتی ہے لیکن رسم و رواج اس کے حل کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔اس تحقیق میں ان معاشرتی وثقافتی برائیوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو پاکستان میں صنفی عدم مساوات اور امتیاز کی بنیادی وجہ بنتی ہیں۔نہ صرف غیرت کے نام پر قتل کے مسئلے کا بہتر حل تلاش کرنا ریاست اور معاشرہ دونوں ہی کی اجتماعی ذمہ داری ہے بلکہ عورت کو تعلیم سے آراستہ کرنا اور اس کو اختیارات منتقل کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ وہ معاشرہ کی کارآمد رکن بن سکیں۔

کلیدی الفاظ: غیرت کے نام پر قتل، پاکستان، عورت، ثقافت، قتلِ عمد

Abstract

Women constitute about half of the population of Pakistan. The social status of women in Pakistan largely depends upon geographical location and the class from where she belongs to. Situation of Urban women is much better than rural women. According to the Constitution of Pakistan 1973, though women have equal rights like men in the state, but throughout the history she is facing discrimination and even has been killed by her own male family members in the name of so-called "Honour". But the irony is, it is hard to find "Honour" in honour killings. Though the government of Pakistan is serious to solve this problem but ill practices and so-called social customs are big hurdles in the way. The main objective of this research is

to highlight such social and cultural evils, those are basic causes of gender inequality and discrimination in Pakistan. It is collective responsibility of our society and state not only to find better solutions of the problem of honour killing but it is also need of time to educate and empower women in Pakistan. So that she may become constructive element of the society.

Keywords: Honour Killing, Pakistan, Women, Culture, Murder.

ابتدائیہ

خواتین کے خلاف تشدد کو سمجھنا انتہائی مشکل امر ہے۔ خواتین پر تشدد کا معاملہ ایک عالمی مسئلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ عالمی سطح پر ہر تین (۳) میں سے ایک خاتون زندگی میں کم از کم ایک بار ضرور جسمانی یا جنسی تشدد کا نشانہ بنتی ہے۔ ۳۰ فیصد خواتین اپنے شریکِ حیات کے ہاتھوں جسمانی یا جنسی تشدد کا نشانہ بنتی ہیں۔[۱] یہی تشدد جنسی عدم مساوات کا سبب بنتا ہے[۲]۔ پاکستانی خواتین تشدد کی کئی اقسام کے خوف میں مبتلا رہتی ہیں۔ ان میں گھریلو تشدد، جلانے کا خوف، تیزاب سے حلیہ بگاڑنے کا خوف، مار پیٹ، دھمکانا، تشدد، جنسی ہراسگی اور غیرت کے نام پر قتل جیسے مختلف خوف شامل ہیں[۳]۔ کمیشن برائے انسانی حقوق پاکستان (ایچ۔آر۔سی۔پی) نے اپنی سالانہ رپورٹ میں بتایا ہے کہ مختلف واقعات میں تشدد کا نشانہ بننے والی خواتین میں اکثریت غریب طبقہ سے تعلق رکھنے والی خواتین کی ہے۔[۴] خواتین کے تمام مسائل میں سے سب سے اہم اور سنگین مسئلہ غیرت کے نام پر قتل ہے۔

اقوامِ متحدہ کا فنڈ برائے آبادی کے ایک محدود اندازے کے مطابق پوری دنیا کے اندر اس نام نہاد غیرت پر قتل ہونے والی لڑکیوں اور خواتین کی تعداد کم و بیش ۵۰۰۰ کے لگ بھگ ہے۔ تاہم زیادہ تر واقعات جنوبی ایشیاء اور مشرقِ وسطیٰ سے سامنے آئے ہیں۔[۵] البتہ محققین ان اعداد و شمار سے متعلق شکوک و شبہات کا شکار ہیں اور ان کے خیال میں متاثرہ خواتین کی تعداد اس تعداد سے کم از کم چار گنا زیادہ ہے۔[۶] ہیومن رائیٹس واچ کے نمائندہ وڈنے براؤن نے غیرت کے نام پر قتل کے عمل سے متعلق اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

''یہ رسم مختلف مذاہب اور تہذیبوں میں موجود ہے''[۷]

یورپی کونسل نے ۲۰۰۳ء میں اپنی تحریک نمبر ۱۳۲۷ میں غیرت کے نام پر ہونے والے جرائم سے متعلق کہا ہے کہ:

''نام نہاد 'غیرت' کے نام پر جرائم مذاہب کے بجائے ثقافتوں کی پیداوار ہیں اور اس کے مرتکبین دنیا بھر میں موجود ہیں۔ (خصوصاً پدرسری معاشروں میں)، یورپ میں غیرت کے

نام پر درج مقدمات میں اکثریت مسلمانوں یا مسلم علاقوں سے آنے والے افراد کی ہے (اگرچہ اسلام بذاتِ خود غیرت سے متعلق امور میں سزائے موت کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا)۔''۸

بہت سے مسلمان مبصرین اور اداروں نے غیرت کے نام پر قتل کو غیر اسلامی عمل قرار دیا ہے۔مصر کے سابق مفتی اعظم علی گومہ نے بھی غیرت کے نام پر قتل کی پُر زور مذمت کی ہے۔۹ جامعہ آغا خان کی پروفیسر طاہرہ شاہد خان کہتی ہیں کہ:

''قرآن میں ایسی کوئی آیت موجود نہیں ہے جو غیرت کے نام پر قتل کی اجازت دیتی ہو۔''

تاہم طاہرہ خان ایسے قتل کا ذمہ دار افراد کے رویئوں کو قرار دیتی ہیں جو مختلف طبقات اور لسانی و مذہبی گروہوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ گروہ خواتین کو اپنی ایسی جاگیر تصور کرتے ہیں جن کے اپنے کوئی حقوق ہی نہیں ہوتے اور یہی سوچ انہیں غیرت کے نام پر قتل جیسے سنگین جرم کے لئے اکساتی ہے۔۱۰

میتھیو۔اے۔گولڈ اسٹین کے مطابق غیرت کے نام پر قتل کی حوصلہ افزائی سلطنتِ روما میں ہوئی، جب خاندان کے ایسے مرد افراد کو معاشرہ کی جانب سے دق کیا جاتا تھا جو زنا کی مرتکب خواتین کے خلاف کوئی اقدام نہیں اٹھاتے تھے۔۱۱

غیرت کے نام پر قتل اور خواتین پر مکمل اختیار کی نشاندہی تاریخ کے مختلف ادوار میں کئی علاقوں کی ثقافت اور رسم و رواج میں دیکھی جاسکتی ہے۔ قانونِ روما نے مردوں کو اپنے خاندان کی عورتوں اور بچوں پر مکمل اختیار دے رکھا تھا۔ان قوانین کے تحت بیوی اور بچوں کی زندگی مردوں کی صوابدید پر منحصر تھی۔سلطنتِ روما کے قوانین کے تحت زنا کی مرتکب خواتین کو قتل کرنے کا اختیار ان کے شوہروں کو دیا گیا تھا۔قدیم چین کے عہدِ قنگ کے دوران والد اور شوہر کو خاندان کی عزت خراب کرنے والی بیٹی/لڑکی کو قتل کرنے کا اختیار حاصل تھا۔۱۲ ماضی کی طرح عہدِ جدید میں بھی یہ رسم مختلف معاشروں میں کسی نہ کسی حد تک موجود ہے۔اقوامِ متحدہ کی رپورٹس اس بات کی غماز ہیں کہ بنگلہ دیش، برطانیہ، برازیل، ایکواڈور، مصر، بھارت، اٹلی، اردن، پاکستان، سویڈن اور ترکی سمیت کئی ممالک میں غیرت کے نام پر جرائم ہو رہے ہیں۔۱۳

مقاصدِ تحقیق

اس تحقیق کا بنیادی مقصد ان وجوہات کی نشاندہی کرنا ہے جو پاکستانی معاشرہ میں صنفی بنیادوں پر قتل کی وجہ بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر مقاصد حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ غیرت کے نام پر قتل کے تاریخی پسِ منظر اور قدیم تہذیبوں میں اس کی موجودگی کی نشاندہی کرنا۔

۲۔ ان بنیادی رکاوٹوں کا تعین کرنا جو اس معاشرتی برائی کے ختم ہونے کی راہ میں حائل ہیں۔

۳۔ غیرت کے نام پر قتل/ کاروکاری جیسے اہم سماجی مسئلہ کے سدِ باب کے لئے حکومتی اقدامات کا جائزہ لینا۔

۴۔ اس بات کا جائزہ لینا کہ غیرت کے نام پر قتل کو معاشرہ میں موجود مرد کس طرح اپنے لئے ڈھال کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

منہاجِ تحقیق

اس موضوع پر جتنا بھی مواد دستیاب ہو سکا، اس سے حتیٰ المقدور استفادہ حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ زیرِ نظر موضوع سے متعلق صحیح اعداد و شمار حاصل کرنا بہت مشکل امر تھا۔ تاہم غیر سرکاری تنظیموں (این۔ جی۔ اوز) کی جانب سے شائع کئے جانے والے اعداد و شمار، اخبارات میں شائع ہونے والے اعداد و شمار اور پولیس کی جانب سے بتائے جانے والے اعداد و شمار کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کتب سے بھی متعلقہ مواد حاصل کیا گیا ہے۔ اس تحقیق کے لئے کیفیتی/ معیاری طریقۂ تحقیق کو اپنایا گیا ہے۔

تاریخی پسِ منظر

غیرت کے نام پر قتل کی اصطلاح سب سے پہلے ترکی نژاد ولندیزی اسکالر این نوٹا نے ۱۹۷۸ء میں متعارف کروائی۔ تا کہ اس طرح کے قتل (غیرت کے نام پر قتل) کو خاندان اور برادریوں میں کئے جانے والے قتل کی دیگر اقسام سے جدا کیا جا سکے۔[۱۴] غیرت کے نام پر کئے جانے والے جرائم عموماً خواتین کے خلاف کئے جانے والے اقدامات سے متعلق ہیں تا کہ خاندان اپنی غیرت کا تحفظ کر سکے۔ غیرت کے نام پر قتل کی ایک سادہ تعریف ایکسپریس ٹریبیون کی کالم نگار رابعہ علی نے اس طرح بیان کی ہے کہ:

''جب ایک مرد ایک عورت کی جان لیتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے عورت کو اس لئے قتل کیا ہے کہ وہ بے راہ روی کا شکار تھی، تو ایسا قتل غیرت کے نام پر قتل کہلاتا ہے۔'' ۱۵

ہیومن رائیٹس واچ (ایچ۔آر۔ڈبلیو) نے غیرت کے نام پر قتل کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:

''غیرت کے نام پر قتل، جس کا ارتکاب عام طور پر خاندان کے مرد، خاندان کی ایسی خواتین کے خلاف کرتے ہیں جو ان کے خیال میں خاندان کے لئے بدنامی کا باعث بنتی ہیں اس عمل سے ان (خواتین) کی موت واقع ہوسکتی ہے۔'' ۱۶

غیرت کے نام پر قتل کوئی نیا معاملہ نہیں ہے۔ یہ عمل پوری دنیا میں صدیوں سے رائج ہے۔ تاریخ میں کم وبیش تمام قدیم تہذیبوں میں ہمیں اس کا ذکر ملتا ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں ہمیں ایسے واقعات ۱۲۰۰ ق م میں حمورابی ۱۷ اور اشوریہ ۱۸ قبائل میں نظر آتے ہیں۔ ان قبائل میں عورت کی پاکیزگی خاندان کی ملکیت تصور کی جاتی تھی۔ سلطنتِ روما میں بھی یہ تصور موجود تھا۔ آگسٹس کے دور میں عورت کے کردار کو باقاعدہ طور پر قانون کا حصہ بنایا گیا ہے:

''اس قانون کے تحت زانی عورت کے والد اور اس کے شوہر کو خاتون کو قتل کی اجازت دی گئی۔''

اس قانون کا بنیادی مقصد معاشرہ کی خواتین کے کردار کو پاک رکھنا تھا۔ یہ سلسلہ سلطنتِ روما تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ اس کے علاوہ یہودی قوانین کے تحت بھی زانی عورت اور اس کے ساتھی مرد کو سنگسار کرنے کی سزائیں رکھی گئیں۔ سلطنتِ عثمانیہ میں تو قتل کے بعد ''قاتل'' اس عورت کا خون اپنے کپڑوں پر چھڑک کر اور خون آلود آلہء قتل کے ساتھ گلیوں میں پھرتا تھا تاکہ معاشرہ میں اپنی غیرت کا ثبوت دے سکے۔ عربوں میں بھی افراد ایسے واقعات پر سخت ردِعمل کا اظہار ضرور کرتے تھے تاکہ غیرت مند تصور کئے جاسکیں۔ قدیم بابلیہ سلطنت، مصری، چینی، شمالی امریکی، اور فارس کی قدیم تہذیبوں میں بھی غیرت کے نام پر عورتوں کو سزائیں دی جاتی تھیں۔ ۱۹

غیرت کے نام پر قتل کسی ایک خاصیت یا وصف سے جانچا ہی نہیں جاسکتا۔ غیرت کے نام پر قتل کا ارتکاب کب ہوتا ہے؟ اس ضمن میں ہمیں اس کی سادہ تعریفوں، ادارتی تحقیق، میڈیا کی رپورٹ اور شہ سرخیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیرت کے نام پر قتل کا ارتکاب کرنے والے شخص کو غیرت گنوانے کے مرتکب افراد کا عمل مشتعل کرتا ہے۔ ہمیں ان تعریفوں کے بجائے اس انتہائی اہم سوال کو سمجھنا ہوگا کہ غیرت دراصل ہے کیا؟ پاکستان میں غیرت ایک کثیر الجہتی اصطلاح ہے۔ اس میں خاندان کی عزت اور خاندان کی غیرت شامل ہے۔ یہ فرد کے ذاتی احساسات

اور جس طبقہ سے تعلق رکھتا ہے ان کے باہمی تعلق کا نام ہے۔ کیونکہ عزت / غیرت حاصل کی جاسکتی ہے، قائم رکھی جاسکتی ہے اور حتیٰ کہ گنوائی بھی جاسکتی ہے۔[۲۰] غیرت کے کھو جانے کی صورت میں خاندان کی توہین ہوتی ہے جو کہ خاندان کے لئے ''شرم'' کا باعث بنتی ہے۔ تاہم اس ضمن میں یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ غیرت صرف گنوائی ہی نہیں جاتی بلکہ جارحانہ اقدام کر کے واپس حاصل بھی کی جاسکتی ہے۔ رومان، بے راہ روی اور حتیٰ کہ شوخ و چنچل ادائیں بھی خاندانی شرمندگی کا باعث ہوتی ہیں۔ جس کو بنیاد بنا کر جارحانہ اقدام کرنے والا اپنی جارحیت سے خاندان کی عزت کو واپس حاصل کرسکتا ہے۔ غیرت کے پابند معاشروں میں عورت کی پاکیزگی خاندان کا ''علامتی سرمایہ'' تصور کی جاتی ہے۔[۲۱] پاکستان کے کم و بیش سب ہی علاقوں میں غیرت کے نام پر قتل ہوتے ہیں۔ یہ عمل پاکستان میں مختلف ناموں سے جانا جاتا ہے۔ پنجاب میں کالا کالی (کالا مرد اور کالی عورت)، سندھ میں کارو (کالا) کاری (کالی)، بلوچستان میں سیاہ کار اور خیبر پختون خواہ میں تور تورا کے نام سے جانا جاتا ہے۔[۲۲] ان اصطلاحات کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے (مرد و عورت نے) گناہ کا ارتکاب کر کے خود کو سیاہ کر کے عزت دار خاندان کی توہین کی ہے۔[۲۳] اگرچہ یہ اصطلاح صوبوں کے تمام حصوں میں مختلف ہے لیکن اس کا معیار ایک ہی ہے۔ لہٰذا اس اصطلاح کو کسی مخصوص خطہء ارضی (مشرقِ وسطیٰ)، ثقافت (پاکستانی یا کرد)، مذہب (اسلام) یا معاشرے (قبائلی یا جاگیرداری) سے منسوب کرنا مناسب نہیں ہے۔

پاکستان میں غیرت کے نام پر قتل کی وجوہات

غیرت کے نام پر قتل پاکستانی معاشرہ کا عمومی اور دیہی علاقوں (خاص طور پر سندھ اور پنجاب) کا خصوصی مسئلہ ہے۔ عورت کو قتل کرنے کا تصور عام طور پر بچوں اور عورتوں کے ساتھ امتیازی رویّہ سے جنم لیتا ہے۔[۲۴] غیرت کے نام پر قتل کی اہم وجوہات حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ غیرت کے نام پر قتل کرنے کی ایک اہم وجہ لڑکیوں کا اپنی برادری سے باہر شادی کرنے کا مطالبہ ہے۔ جس کو ان کے والدین اور برادری اپنی ہتک سمجھتے ہیں اور اس کے نتیجے میں لڑکی عموماً اپنے بھائی یا باپ کی کلہاڑیوں کے وار کا نشانہ بنتے ہوئے قتل ہو جاتی ہے۔[۲۵]

۲۔ بعض اوقات یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جب خاندان کی نوجوان لڑکی کسی مرد سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کرتی ہے اور اپنی مرضی سے اپنا ہم سفر منتخب کرنا چاہتی ہے تو اس کا یہ عمل خاندانی روایات سے انحراف ٹھہرتا

ہے۔گھر والے اپنی بیٹی پر ایسے تعلق کو ختم کرنے کے لئے پہلے تو دباؤ ڈالتے ہیں لیکن اگر لڑکی اس تعلق کو ختم نہ کرے تو اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں۔۲۶

۳۔ غیرت کے نام پر قتل کی ایک وجہ عام طور پر خاندان یہ بھی بتاتے ہیں کہ لڑکیاں خاندان کی طرف سے طے کردہ شادی کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتیں۔خاندان اپنی بیٹیوں کے مستقبل کا فیصلہ اپنی مرضی سے کرنا چاہتے ہیں اور جب لڑکیاں اس رشتے کو ماننے سے انکار کر دیتی ہیں تو اس پر خاندان کے افراد اسے اپنی ہتک گردانتے ہوئے ایسی بہنوں، بیٹیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔۲۷

۴۔ اگر ایک عورت اپنے شوہر یا اس کے خاندان کی مرضی کے بغیر طلاق چاہتی ہے یا علیحدگی اختیار کرتی ہے تو یہ عمل بھی غیرت کے نام پر قتل کی وجہ بن سکتا ہے۔ایسی برادریوں میں عورت کا دعویٰ طلاق رشتہ طے کروانے والوں کی بے عزتی متصور ہوتا ہے۔شادی شدہ زندگی کی ناکامی کے معاملات کا لوگوں میں زیرِ بحث آنے پر خاتون خاندان کی بے عزتی کی مرتکب ٹھہرتی ہے اور بالآخر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔۲۸

۵۔ شوہر جب دشمن قبیلے کے کسی مرد کو قتل کرتا ہے تو وہ اپنے گھر آ کر اپنی بیوی کو قتل کر کے ان دونوں پر کاروکاری کا الزام عائد کر دیتا ہے۔ایسا کہہ کر وہ دراصل خود کو نہ صرف سنگین سزا سے بچانے کی کوشش کرتا ہے بلکہ گاؤں کے افراد اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ایسے مقدمات میں یہ بات بھی قابلِ مشاہدہ رہی ہے کہ اکثر اوقات غیرت کے نام پر قتل ہونے والی خاتون نے اپنے ساتھ غلط کاموں میں منسوب شخص کو دیکھا تک نہیں ہوتا۔۲۹

۶۔ قبائلی یا خاندانی جھگڑوں میں اگر حادثاتی طور پر مخالف گروہ کا کوئی مرد قتل ہو جاتا ہے تو اس کی لاش کو قاتل اپنے گھر لے آتا ہے اور گھر میں موجود عورت (خواہ بیوی، بیٹی، بھابھی، حتیٰ کہ ماں) کو بھی قتل کر کے دونوں مقتولین پر کاروکاری کا الزام لگا دیا جاتا ہے تاکہ نہ صرف خود کو سزا سے بچا سکے بلکہ یہ قتل مقتول کے خاندان کے لئے باعثِ شرمندگی بھی بنایا جاتا ہے۔۳۰

۷۔ ایسے دیہاتوں میں جہاں مرد دلہن کو خریدتے ہیں، عورت کے لئے صورتِ حال مزید گھمبیر ہو جاتی ہے۔ایسی عورت مرد کی جائیداد تصور ہوتی ہے۔عورت کو جب ایک مرد کے ہاتھوں فروخت کر دیا جاتا ہے تو وہ انتہائی برے سلوک پر بھی طلاق کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔اور اگر وہ کبھی مرد کے برے سلوک اور ظلم کے خلاف

احتجاج کرتی ہے تو اس صورت میں نہ تو اس کو طلاق دی جاتی ہے اور نہ ہی اس کے والدین کے گھر واپس بھیجا جاتا ہے۔(کیونکہ اس کو فروخت کرنے کے بعد والدین کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی) بلکہ اس کو کاری قرار دے کر قتل کر دیا جاتا ہے۔ایسے واقعات میں عموماً کارو (مرد) کسی اجنبی گاؤں کا ہوتا ہے اور کسی نے اسے کبھی دیکھا تک نہیں ہوتا۳۱ اور بعض اوقات تو محض ایک فرضی شخص کو ''کاری'' قرار دے کر عورت کو قتل کرنے کا جواز گھڑا جاتا ہے۔

۹۔ پاکستان کے دیہی علاقوں میں، بالخصوص بڑے جاگیرداروں میں بیٹی کی شادی ایک مکمل جمع تفریق کا عمل ہے۔جائیداد کو خاندان ہی میں رکھنے کے لئے بیٹی کی شادی عام طور پر ''وٹہ سٹہ'' کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں جب بیٹی یا بہن منتخبہ شخص سے شادی نہیں کرنا چاہتی تو اسے بھیانک نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اپنے انکار کی وجہ سے وہ نافرمان ٹھہرتی ہے اور اگر وہ اپنے خاندان کی خواہشات کے برعکس کسی دوسرے شخص سے شادی کی خواہش ظاہر کرے تو مصیبت میں پڑ سکتی ہے۔اور اگر وہ خود کسی اور سے شادی کر لے تو اس کا نتیجہ قتل کی صورت میں نکلتا ہے۔ایسی صورت میں لڑکی کا جرم محض نافرمانی ہوتا ہے جس پر اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں۔۳۲

۱۰۔ ایسے علاقوں میں جہاں شادی کے لئے لڑکی خریدنے کا رواج ہو وہاں ۱۲۔۱۳ سال کی عمر کی لڑکی عموماً ۶۰۔ ۷۰ برس کے شخص کو فروخت کر دی جاتی ہے کیونکہ بڑی عمر کا مرد لڑکی کے خاندان کو زیادہ پیسے دیتا ہے۔اس صورت میں لڑکی اگر انکار کرتی ہے یا بھاگ جاتی ہے تو اس کو نافرمانی کا مرتکب ٹھہراتے ہوئے غیرت کے نام پر قتل کیا جا سکتا ہے۔۳۳

۱۱۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی لڑکیاں یا خواتین جو گھر کے دروازے پر بہت زیادہ کھڑی ہوتی ہیں یا دروازے / کھڑکی سے جھانکتی ہیں وہ بھی غیرت کے نام پر قتل کا نشانہ بنتی ہیں۔ایک لڑکی یا عورت جب کسی اجنبی مرد سے بات کرتی ہے یا اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد کی تعریف کرتی ہے تو اس صورت میں اس عورت کا بھائی، باپ اسے کاری ٹھہرا کر قتل کر دیتے ہیں۔۳۴

۱۲۔ شوہر (اب بہت سے واقعات میں بھائی، چچا وغیرہ) اپنے گھر کی عورت کو گاؤں کے کسی امیر شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات کا مرتکب ٹھہرا کر اسے کاری قرار دے کر مرد سے پیسے اینٹھتا ہے اور پھر اپنے گھر کی اس

عورت (کاری) کو قتل کر کے اس سے چھٹکارا پاتا ہے۔ اس صورت میں اس کو دوہرا فائدہ ہوتا ہے۔ ایک تو امیر شخص سے اس کو پیسے مل جاتے ہیں اور دوسرا کاری ٹھہرائی گئی لڑکی کا جائیداد میں حصہ بھی اسے مل جاتا ہے۔[۳۵]

۱۴۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے جب ایک عورت عید، تہوار کے بغیر میک اَپ کرتی ہے۔ شوہر کی عدم موجودگی میں نئے کپڑے پہنتی یا نہاتی ہے تو وہ بھی غیرت کے نام پر قتل کی جاسکتی ہے۔[۳۶]

مندرجہ بالا تمام تر وجوہات کا جائزہ لینے کے بعد ہم مختصراً یہ کہہ سکتے ہیں کہ غیرت کے نام پر قتل میں ہمیں ''غیرت'' خال خال ہی نظر آتی ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ایسے قتل کے اکثر واقعات کے پسِ پردہ ذاتی خواہشات اور ضروریات کی تکمیل اور ذاتی عناد کی موجودگی نظر آتی ہے۔

پاکستان میں غیرت کے نام پر قتل کے اعداد و شمار

پاکستان کی موجودہ مردم شماری ۲۰۱۷ء کے اعداد و شمار کے مطابق خواتین پاکستان کی کل آبادی کا تقریباً ۴۸ء۷۶ فیصد ہیں۔[۳۷] پاکستان میں غیرت کے نام پر قتل ہونے والوں کے حقیقی اعداد و شمار حاصل کرنا ناممکن عمل ہے۔ ایسے بہت سے واقعات تو عموماً داخل دفتر ہی نہیں ہوتے اور کچھ واقعات کسی دوسرے واقعہ سے منسلک کر دیئے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسے ادارے جو غیرت کے نام پر قتل کے اعداد و شمار جمع کرتے ہیں وہ بھی ایک دوسرے کے ساتھ اپنے اعداد و شمار کا موازنہ کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔[۳۸]

پاکستان میں ہر سال مختلف عمروں سے تعلق رکھنے والی قتل ہونے والی خواتین کی ایک بڑی تعداد غیرت کی مختلف تشریحات کے تحت قتل کی جاتی ہے۔ انسانی حقوق کا کمیشن برائے پاکستان کے مطابق سال ۲۰۱۷ء میں ۳۴۷ خواتین کو غیرت کے نام پر قتل کرنے کے واقعات رپورٹ ہوئے۔ ۲۰۱۶ء میں غیرت کا نشانہ بننے والی خواتین کی تعداد ۳۷۵ تھی۔ ۲۰۱۵ء میں ۴۷۶ خواتین کو غیرت کے نام پر قتل کیا گیا۔[۳۹] ایکسپریس ٹریبیون پاکستان نے ۹ فروری ۲۰۱۵ء میں اپنی ایک رپورٹ شائع کی کہ ۲۰۱۴ء میں ۴۷۷ خواتین کو قتل کیا گیا[۴۰] اور سال ۲۰۱۳ء میں پاکستان میں غیرت کے نام پر قتل ہونے والی خواتین کی تعداد ۴۵۶ رہی۔[۴۱] عورت فاؤنڈیشن نے غیرت کے نام پر قتل ہونے والی خواتین کی تعداد کا تخمینہ لگاتے ہوئے کہا کہ سال ۲۰۱۲ء میں تقریباً ۴۳۲ خواتین غیرت کی اس رسم کی بھینٹ چڑھائی

گئیں۔اس طرح ۲۰۱۱ء میں ۷۰۵ خواتین، ۲۰۱۰ء میں ۵۵۷ خواتین، ۲۰۰۹ء میں ۶۰۴ خواتین اور ۲۰۰۸ء میں ۴۷۵ خواتین غیرت کے نام پر قتل کی گئیں۔[۴۲] ان اعداد و شمار کو درجِ ذیل جدول کی مدد سے واضح کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں غیرت کے نام پر قتل

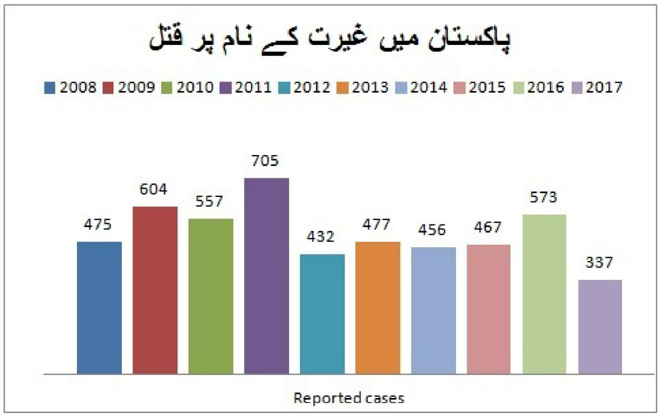

TheExpress Tribune Pakistan & Shro, S. (2017).

ان اعداد و شمار کا تجزیہ کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں کے غیرت کے نام پر پچھلے ۱۰ سالوں میں سب سے زیادہ قتل ۲۰۱۱ء میں ہوئے اور سب سے کم قتل ۲۰۱۷ء میں ہوئے جسے ہم ایک خوش آئند تبدیلی کہہ سکتے ہیں۔

غیرت کے نام پر قتل کے خلاف قوانین

قیامِ پاکستان کے بعد برطانوی پینل کوڈ ۱۸۶۰ء کو پاکستان کے باقاعدہ قانونی نظام کا حصہ بنایا گیا۔ پینل کوڈ کے باب xvi میں ''انسانی زندگی کو متاثر'' کرنے والے اقدامات شامل کئے گئے۔ سیکشن ۲۹۹ تا ۳۳۱ میں انسانی زندگی کو متاثر کرنے والے اقدامات کو شامل کیا گیا ہے۔اس کے مطابق:

> ''ہر اقدام جو ارادی طور پر فرد کو قتل کرنے کے لئے اٹھایا جائے خواہ اس سے فرد کی موت واقع ہو یا زخمی ہو۔۔۔قتلِ عمد کے لئے اٹھایا جانے والا اقدام متصور ہوگا''[۴۳]

آئینِ پاکستان میں انسانی حقوق کے تحت اگرچہ مرد اور عورت کو مساوات حاصل ہے۔[۴۴] لیکن معاشرہ میں چند افراد نے غیرت کے لفظ کو اپنے لئے ڈھال بنا کر قتل جیسے سنگین جرم سے بھی برأت کا راستہ ڈھونڈ نکالا ہے۔ حتیٰ کہ

۲۰۰۴ء تک غیرت کے نام پر قتل کرنے جیسے واقعات سے متعلق کوئی قانون ہی موجود نہیں تھا۔ تاہم ۲۰۰۴ء میں سماجی تنظیموں کے مسلسل دباؤ کے بعد آخر کار قومی اسمبلی نے ایک قانون منظور کیا۔ جس میں ''غیرت کے نام پر قتل'' سے متعلق جرائم کو شامل کیا گیا۔ تعزیراتِ پاکستان (ترمیمی) بل ۲۰۰۴ء کے ذریعے تعزیراتِ پاکستان (پاکستان پینل کوڈ (PPC)) ۱۸۶۰ء اور ضابطہء فوجداری (The Code of Criminal procedure(CrPC)) ۱۸۹۸ء میں نمایاں تبدیلی کرتے ہوئے غیرت کے نام پر قتل کو ''قتلِ عمد'' کی فہرست میں شامل کیا ہے۔[۴۵] گو کہ اس قانون کے تحت غیرت کے نام پر قتل بھی قتلِ عمد ہے تاہم یہ بات بھی قابلِ مشاہدہ رہی ہے کہ تا حال متاثرین کا تحفظ، قاتلوں اور ان کے سہولت کاروں کو سزا دینے میں یہ قانون مؤثر ثابت نہیں ہو رہا۔[۴۶] اس قانون میں موجود خامیوں کو دور کرنے کے لئے تین ماہ کی شب و روز کاوشوں کے بعد مجلسِ شوریٰ (سینٹ اور قومی اسمبلی) کے مشترکہ اجلاس نے اتفاقِ رائے سے اکتوبر ۲۰۱۶ء میں ترمیمی بل منظور کیا۔ جس کے تحت خاندان کے افراد سے غیرت کے نام پر قتل کرنے والے افراد کو معاف کر دینے کا اختیار ہی لے لیا گیا ہے۔[۴۷] تا کہ ایسے افراد کو قرار واقعی سزا دی جا سکے۔ اور وہ مقتولہ کے ورثا یا خاندان پر کسی قسم کا دباؤ ڈال کر، لالچ دے کر یا خاندان کا فرد ہونے کی حیثیت کا فائدہ اٹھا کر خود کو قانون کی گرفت اور سزا سے نہ بچا سکیں۔

سفارشات

غیرت کے نام پر قتل معاشرہ کے لئے ناسور کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ ان منفی رسومات کو ختم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ معاشرے میں اس قسم کی غیر انسانی روایت (غیرت کے نام پر قتل) کے خاتمے کے لئے چند تجاویز درجِ ذیل ہیں:

- ☆ نوعیتِ جرم خواہ کچھ بھی ہو ملکی قوانین کے تحت سزاؤں پر عملدرآمد ضروری ہوتا ہے جب تک مجرموں کو سزا نہیں دی جائے گی اس وقت تک قانون کی موجودگی اور اس کی اہمیت کا احساس اجاگر نہیں کیا جا سکتا۔ پاکستان میں غیرت کے نام پر قتل کرنے والے مجرموں کو عام طور قانون کی گرفت سے بچتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ جس سے اس قسم کی منفی سوچ رکھنے والے افراد کے حوصلے پست ہونے کے بجائے بڑھ جاتے ہیں۔ اس ضمن میں پولیس کی اہمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن پاکستان میں پولیس کے نظام میں بہتری

لانے کی ضرورت ہے۔ قطع نظر کرپشن کے، اس نظام میں شفافیت اور نگرانی کا بھی فقدان ہے۔ لہٰذا اس پہلو کو سنجیدگی سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اس جرم کی ایف۔ آئی۔ آر درج کروانے کے نظام کو زیادہ مؤثر ہونا چاہیے اور ایف۔ آئی۔ آر کٹوانے کا ایک مرکزی نظام متعارف ہونا چاہیے۔ اس میں غیرت کے نام پر قتل، گھریلو تشدد اور عورت کے خلاف تشدد کی تمام اقسام پر سوالات موجود ہونے چاہیں۔ نیز تمام پولیس افسران کو نئے بنائے جانے والے قوانین سے متعلق آگاہی فراہم کرنا بھی متعلقہ ادارہ کی ذمہ داری ہے۔ مزید برآں آگاہی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ان خطوط پر عملہ کی تربیت بھی کی جانی چاہیئے۔ خاص طور پر پولیس کا وہ عملہ جو ایسے جرائم سے متعلق ایف۔ آئی۔ آر کاٹتے ہیں ان کے لئے وقتاً فوقتاً خصوصی تربیت کا اہتمام کرنا چاہیئے تاکہ وہ ایف۔ آئی۔ آر کے اندراج کے وقت کسی بھی قسم کے امتیازات سے مبّرا ہو کر اپنے فرائض سرانجام دیں۔ تاکہ تفتیش صحیح خطوط پر کی جا سکے اور مجرم قانون کی گرفت سے بچ نہ سکیں۔

☆ مجرموں کو سزا دینے کے حوالے سے ہر معاشرہ میں عدالتی نظام کا اپنا ایک کردار ہوتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں عدالتی نظام کے بھی اپنے مسائل ہیں جن میں مقدمات کے فیصلوں میں تاخیر سب سے نمایاں ہے۔ مقدمات کے فیصلوں میں اتنا عرصہ گذر جاتا ہے کہ اس کے فیصلہ کی اہمیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات تو وہ مقدمہ لوگوں کے ذہنوں سے ہی مٹ جاتا ہے۔ اس لئے عدالتی نظام کی اس خامی کو دور کرنا سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ شفافیت کی کمی اور کرپشن بھی عدالتی نظام میں موجود خامیاں ہیں۔ عدالتوں کو ایسے ضروری اقدامات اٹھانے چاہیں جس سے عیاں ہو کہ غیرت کو بنیاد بنا کر عورت کے نام کا سہارا نہ لیا جائے۔ اور اس بات پر بھی زور دیا جائے کہ عورت کے خلاف کسی بھی نوع کی حق تلفی و تشدد قابل معافی عمل نہیں ہے۔ ایسے مجرموں کو قانون کے مطابق کڑی سے کڑی سزا دینا عدالتوں کی ذمہ داری ہے۔ اس سے عوام کا عدالتوں پر اعتماد بھی بحال ہو جائے گا۔

☆ ایسے قتل کے حقائق کو ریکارڈ میں رکھنے کا طریقۂ کار جدید خطوط پر استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت تمام تر ریکارڈ صفحوں پر محفوظ کیا جاتا ہے بااثر افراد بہت آسانی کے ساتھ اس ریکارڈ کو غائب بھی کروا دیتے ہیں۔ جس سے مقدمہ کی سماعت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اصل حقائق بھی مسخ ہو جاتے ہیں۔ ریکارڈ رکھنے کا کوئی مرکزی نظام نہیں ہے اور نہ ہی تھانوں کے پاس ریکارڈ کو سنبھالنے کے لئے

ضرورت کے مطابق کمپیوٹر ہیں۔حتیٰ کہ عملے کو بھی ٹیکنالوجی کے استعمال سے روشناس کروانے کی ضرورت ہے۔یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ متعلقہ اداروں کو مطلوبہ تربیت اور ساز وسامان فراہم کرے۔

☆ اس مسئلہ کے سدِ باب کے لئے بنائے گئے قانون سے متعلق آ گہی پھیلانے کی ضرورت ہے۔دور دراز علاقوں میں اس سے متعلق اطلاعات کو صحیح طرح سے نہیں پہنچایا جا رہا۔میڈیا اس سلسلے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔میڈیا کو چاہئے کہ وہ صرف ان واقعات سے متعلق خبر ہی نہ دے بلکہ اس کے سدِ باب کے لئے بنائے جانے والے قانون سے متعلق آ گہی میں اضافہ کرے اور قانون کے مختلف پہلوؤں کو زیرِ بحث لائے۔تاکہ عوام کو اس جرم کے انجام کا علم ہو۔جس سے اس جرم کی روک تھام ممکن ہو سکتی ہے۔

☆ پاکستان کی خواتین کو بالعموم اور دیہی علاقوں کی خواتین کو بالخصوص ان کے حقوق سے روشناس کرایا جائے۔اس سلسلے میں حکومت اور میڈیا دونوں کو اپنا کردار نبھانے کی ضرورت ہے۔اس مقصد کے حصول کے لئے سماجی آ گہی کے پروگراموں کا آغاز کیا جائے۔کیونکہ اس جرم پر معاشرہ کو اب مزید خاموش نہیں رہنا چاہیے۔

☆ خواتین میں ان کے حقوق سے متعلق آ گاہی اس وقت تک پیدا نہیں کی جا سکتی جب تک انہیں تعلیم کے زیور سے آراستہ نہ کیا جائے۔اس لئے خواتین میں شرحِ خواندگی میں اضافہ کے لئے سنجیدہ اقدامات کی ضرورت ہے۔حکومت کو چاہئے کہ سرکاری سطح پر بنیادی، ثانوی، اعلیٰ ثانوی اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں خواتین کے داخلوں کی حوصلہ افزائی کریں۔تاکہ خواتین میں شرحِ تعلیم میں اضافہ کیا جا سکے۔جس سے ایسے واقعات کی روک تھام ابتدائی سطح پر ممکن ہو سکتی ہے۔

☆ خواتین سے متعلق امور پر فیصلہ سازی میں بھی خواتین کے کردار کو بڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔پارلیمنٹ میں خواتین رکنِ اسمبلی موجود تو ہیں لیکن وہ اتنا پر اثر کردار ادا نہیں کر پاتیں جس سے معاشرہ کی تمام خواتین کے مسائل حل کرنے میں مدد مل سکے۔دوسرا اسمبلیوں میں موجود خواتین کی اکثریت امراء کے طبقہ سے تعلق رکھتی ہے جہاں یہ مسئلہ پہلے ہی نہ ہونے کے برابر ہے۔اس لئے اسمبلی میں موجود خواتین کو معاشرہ میں موجود تمام خواتین کی بہتری کے لئے قانون سازی کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

☆ بحیثیت ایک فردِ معاشرہ ہمیں اپنی غلط روایات پر سوچ بچار کی ضرورت ہے تاکہ بہتر اور قابلِ عمل شہری بن

سکیں۔ معاشرہ تبدیل ہو رہا ہے پر معاشرہ کی سوچ تا حال تبدیل نہیں ہوئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خاندانی عزت بہت اہم چیز ہے۔ لیکن اس کو کسی کی جان لینے کے لئے ڈھال نہیں بنایا جا سکتا۔ کوئی بھی مذہب، معاشرہ یا ذات کسی بے گناہ انسان کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ ہم اپنے معاشرہ میں دوسرے انسانوں کی عزت کرنے کے خیال سے متعلق آگہی پھیلائیں۔

☆ ایسے اداروں میں، جو غیرت کے نام پر قتل کے مقدمہ کو قتل سے لے کر سزا تک کے عمل کو دیکھتے ہیں، باہمی تعاون بڑھانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اکثر یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ مختلف حکومتی اداروں میں ہم آہنگی کا فقدان ہے۔ جس کی وجہ سے مجرم سزا پانے سے بچ جاتا ہے۔ حکومت اور سماجی تنظیموں کو ایسی متاثرہ خواتین کو پناہ دینی چاہیے جو اپنے ممکنہ قتل کے خطرے کے پیشِ نظر گھر سے بھاگ جاتی ہیں۔ ان کے لئے سرکاری سطح پر محفوظ پناہ گاہیں موجود ہونی چاہئیں تا کہ انہیں خراب رسومات کی بھینٹ چڑھنے سے بچایا جا سکے۔

حرفِ آخر

غیرت کے نام پر قتل پاکستان کی ایک بڑی سماجی برائی ہے۔ اگرچہ حکومتِ پاکستان نے ۲۰۰۴ء میں ''غیرت کے نام پر قتل'' کو غیر قانونی قرار دینے کے لئے قانون سازی کی لیکن صورتحال ابھی تک بہتر نہیں ہوئی نہ ہی اس پر صحیح معنوں میں عمل درآمد ہوتا دیکھا گیا ہے۔ لہٰذا قانون سازی کے ساتھ ساتھ اس قانون سے متعلق آگہی اور شعور اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ ملکی و بین الاقوامی سطح پر ایسے قتل غیر انسانی تصور ہوتے ہیں۔ لیکن پاکستان میں اب تک اس کو آڑ بنا کر بے گناہ خواتین کو قتل کیا جاتا ہے۔ اگرچہ پاکستانی عوام کی سوچ اس جرم کے حوالے سے آہستہ آہستہ تبدیل ہو رہی ہے مگر یہ تبدیلی شہری علاقوں میں ہی محدود نظر آتی ہے۔ جہاں یہ جرم پہلے ہی بہت کم تھا۔ البتہ دیہی علاقوں میں ابھی بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ وقت کی اہم ضرورت قوانین کا نفاذ ہے تا کہ مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے اور بین الاقوامی سطح پر ملک کی بدنامی کا باعث بننے والے واقعات کی روک تھام کی جا سکے۔

حوالہ جات

1. World Health Organization. (2016). *Violence against women: Intimate Partner and Sexual Violence against Women*. Fact sheet.Retrieved In May 2018 from: who.int/mediacentre/factsheet/fs239/en
2. Walby, S., et al. (2017). *The Concept and measurement of Violence against women* and Men: Shorts Policy and Practice. Great Britain: Woodland Carbon Policy Press. p. 03.
3. Burney, S., (1999). *Crime or Custom? Violence Against Women in Pakistan*. New York: Human Rights Watch. p. 17.
4. Human Rights Commission of Pakistan. (1997). *State of Human Rights in 1996*. Lahore: Human Rights Commission of Pakistan. p. 184.
5. Bhanbhro, S. , Wassan, M. R., Shah, M. A,. Talpur, A. & Wassan, A. A . (2013). Krokari - The murder of honour in Sindh Pakistan: An Ethnographic Study. Qazi Adnan Hyr (ed). *International Journal of Asian Social Science*, Vol 3, July, 2013. Rahim Yar Kahan: Asian Economic and social Society. p. 1467. Retrived from: http://shura.shu.ac.uk.
6. Ibid.
7. Thousands of Women Killed for Family "Honour". Retrived on 31st May 2018 from: news.nationalgeographic.com.
8. Parliamentry assembly. (2003). Resolution 1327 (2003) so-called Honour Crimes. Retrived on 31st May 2018 from: www.assembly.ceo.int/nw/xml/XRef-XML2HTML-EN.asp? field=17106&lang=en.
9. Esposito, L. J. (2011). *What Everyone Needs to Kow About Islam*. New York: Oxford University Press. p. 177.
10. Mayell, H. (2002). *Thousands of Women Killed for Family "Honor"*. National Geographic. Retrived on 25th May 2015 from: https://www.google.co.uk/amp/s/relay.nationalgeograp hic.ccm-proxy/distribution/public/amp/culture-exploration/20002/02/thousands-of-women-killed-for-family-honor.
11. Goldstein, M. A. (September, 2002). The Biological Roots of Heat-of-Passion Crimes and Honor Killings. *Politics and the Life Sciences.* 21 (2), Cambridge University Press. pp. 28-37.

12. Honour Based Violence. Historical Overview. Retrived on 31st May 2018 from: http://hbv-awareness.com/history/

13. Thousands of Women Killed for Family "Honour". Retrived on 31st May 2018 from: news.nationalgeographic.com.

14. *Honour Killing*. Retrived on 31st May 2018 from: http://www.epgp.inflibnet.ac.in/epgpdata/uploads.epgp_content/S000456WS/P000865/M019330/ET/1486114151Quadrant- 1Honour_Killing.pdf

15. Lari, M. z., (2011). *A pilot study on: 'Honour Killings' in Pakistan and Compliance of Law*. Karachi: Aurat Foundation and Information Service Foundation. p.17.

16. Sohail, Dr. K. *Honour Killing of women*. from: http://www.drsohail.com/new_creations.aspx/creations/honour_killing_of_women.

۱۷۔ حمورابی ۱۷۹۲ ق م تا ۱۷۵۰ ق م بابل کا چھٹا اموری بادشاہ تھا۔

۱۸۔ سلطنت اشوریہ میسوپوٹیمیا کے شمال میں واقع تھی۔ جو مشرقِ وسطیٰ کی عظیم سلطنتوں کے مرکز کی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔ یہ سلطنت موجودہ عراق کے شمال اور ترکی کے جنوبی حصہ پر مشتمل تھی۔

19. Shro, S. (2017). *Honour Killing: In the Second Decade of the 21st Century.* United Kingdom: Cambridge Scholars Publishing. pp. 16-17.

20. holt, L. L. & Muller, S. S., (eds.). (2003). *Human rights in development: Human Rights and Local Living Law, Year Book 2003*. Netherlands: Martinus Nijhoff Publishers. pp. 108-109.

21. Ibid., p. 109.

22. CBE, Y. G. & Cottrell, J. (eds.). (2010). *Marginalized Communities and Access to Justice*. New York: Routledge. p. 181.

23. Wasim, A., *Pakistan "Karo Kari" Crimes of Honour-Cruelty to Women- History-Analysis*. Womens UN Report Network, February 18, 2013. wunrn. Retrieved from: https://wunrn.com/2013/02/pakistan-karo-kari-crimes-of-honor-cruelty-to-women-analysis/

24. Bhatia, Dr. A., (November 2012). *Honour killing- A study of the causes and remedies in its social-legal aspect. ResearchAnalysis and Evaluation*. Retrieved from: www.academia.edu/2233602/Honour_killing_A_study_of_the_Causes_and_Remidies_in_Its_socio_legal_Aspect......_Dr_A/K_Bhatia.

25. Ibid.

26. Sohail, Dr. K. *Honour Killing of women*. p. 01-02. Retrieved on 5th December 2017 from: http://www.drsohail.com/new_creations.aspx/creations/honour_killing_of_women.

27. Ibid. pp. 01.

28. *Karo Kari History* . Retrieved from: http://en.wikipedia.org/ wiki/HonourKilling.

29. Hussain, S. A *brief explanation: Karokari is a Highly Ritualized Form of Honour Killing*. Retrieved from: http://www.mtholyoke.edu/~shussain/briefexplanation.html.

30. Ibid.

31. Ibid.

32. Ibid.

33. Ibid.

34. Bhanbhro, S. , Wassan, M. R., Shah, M. A,. Talpur, A. & Wassan, A. A. (2013). *Krokari - The murder of honour in Sindh Pakistan: An Ethnographic Study*. pp. 1467- 1475.

35. Hussain, S. A *brief explanation: Karokari is a Highly Ritualized Form of Honour Killing*.

36. Ibid.

37. Population Cencus 2017. Retrieved from: http://defence.pk/pdf/ threads/populationcensus-2017

38. Lari, M. Z., (2011). *A pilot study on: 'Honour Killings' in Pakistan and Compliance of Law*. p. 37.

39. Bhanbhro, S. , Wassan, M. R., Shah, M. A,. Talpur, A. & Wassan, A. A . (2013). Krokari - The murder of honour in Sindh Pakistan: An ethnographic study. p. 1468.

40. Khan, A. (February 9, 2015). *Ministry figures: 933 killed 'for honour' in two years*. The Express Tribune Pakistan. tribune.com.pk/story/835343/ministry-figures -933-killed-for- honour-in-two-years/.

41. Ibid.

42 . Shro, S. (2017). *Honour Killing: In the Second Decade of the 21st Century*. pp. 24-25.

43. Ibid. p. 42.

44. Lari, M. Z., (2011). *A pilot study on: 'Honour Killings' in Pakistan and Compliance of Law*. p.31.

45. http:pakistanilaw.wordpress.com/2012/04/23/laws-against-honour-killing-i-e-karokari-in-pakistan/

46. Lari, M. Z., (2011). *A pilot study on: 'Honour Killings' in Pakistan and Compliance of Law*. p.83.

47. The Nation. 06 October 2016. Retrieved from: http://www.google.co.uk/amp/s/nation.com.pk/06-oct-2016/pakistan-p arliament-passes-legislation-against-honor-killing%3fversion= amp

---

ڈاکٹر محمد علی بحیثیت ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ سیاسیات، جامعہ کراچی میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

نزہت اکرم بحیثیت ایجوکیشن آفیسر، پاکستان میرین اکیڈمی، کراچی میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔